بیتے دن بیتی باتیں
صدف کنجاھی
عثمان ہاشمی

انتساب

ابو کے نام

جو اس دنیا

میں

نہیں ہیں

بیتے دن بیتی باتیں

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں

شاعرہ۔۔۔۔۔۔صدف کنجاہی

تعداد۔۔۔۔۔۔500

تاریخ اشاعت۔۔۔۔۔۔ 2008

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔محمد عثمان ہاشمی 0333-8438960

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 200

رابطہ۔۔۔۔۔۔۔۔صدف انور ولد چوہدری محمد انور گوندل چوک کنجاہ تحصیل و ضلع گجرات

فون نمبر۔۔۔۔۔۔۔۔0302-6216150

کامرانیاں پبلشرز، کنجاہ تحصیل و ضلع گجرات

0301-6223244

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	**دیباچہ (صدف کنجاھی)**	12
2	**صدف کنجاھی کی بیتے دن بیتی باتیں**	15
3	بیتے دن بیتی باتیں (ملکہ طالب)	16
4	حمد	19
5	غلط فہمی	20
6	کشش میں تیرے پیار کی تجھی خود کو رانی	21
7	آزاد نظم	22
8	تیری یاد میں اتنے آنسو بہاؤں گی	25
9	کنارہ	26
10	تیری گلی سے گزرنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں	27
11	سرد مہری	28
12	آنکھ میں نمی ہے مگر مسکراتی ہوں	30
13	گیت	31
14	پل ٹھہر گئے	32
15	میں آنکھ بند کیے اس کے پیچھے چلی گئی	33
16	زندگی	34
17	حالت ہے اپنی اب تو یہ اپنی خوشی کی بات پل میں گزرتی ہے	35
18	اضطراب	36
19	کاش وہ کچھ سوالوں کے جواب دے جائے	37
20	کبھی تو آؤ	38
21	یہ جانتے ہیں ہم کہ وہ چاہتا ہے مجھے	40
22	تلاش	41
23	اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے قدم تھک گئے	42
24	آرزو	43
25	شعر مجھے کہنا آیا نہ	44

26	میرا کہاں ہے وہ	45
27	عشق کی آگ میں جلنے کا اک مزا نرالہ	46
28	حقیقت	47
29	نصیب اپنا سلاؤں کیسے	48
30	چلے آؤ	49
31	وہ میرے دل کی کھیتی میں چاہت بو گیا	51
32	نعمت	52
33	وہ میرے شہر میں رہ کر بھی چھپا رہتا ہے	53
34	محبوب	54
35	اب تو آنسو بھی آنکھ سے بہتے نہیں	55
36	ختم ہوئی امید	56
37	اک حسرت اک امید باقی ہے	57
38	پاگل پن	57
39	محبت کیسی شے ہے انجانی	60
40	گاؤں	61
41	وہ میرا ذکر آتے ہی انجان بن گیا	62
42	کاش	63
43	جاتے لمحے پھر آنکھ کی شرارت کر گیا	64
44	خواہش	65
45	ہوتا نہیں کٹھن محبت سفر اگر ہمسفر مخلص ہو	66
46	میں کیا چاہوں	67
47	زندگی میری چلتی ٹرین کی مانند جو نہ رکتی ہے نہ چلتی ہے	68
48	پکار	69
49	لگتا ہے دل اک کھلونا ہے	70
50	انجان	71
51	اپنے آنچل میں چھپا کے میں نے سیاہ اندھیرا	73

74	میرے نام	52
76	میں جس نام پہ چونکی ہوں آج	53
77	جذبہ	54
78	ہوا کچھ یوں کہ اس کو اب میرا نام تک یاد نہیں	55
79	کیوں	56
80	کبھی کسی نے آشنا بن کے لوٹا کبھی نا آشنا بن کے لوٹا مجھے	57
81	ارزاں مال	58
82	وہ کچھ نہ کچھ تو تحفے میں بخشے مجھے چاہے کوئی تہمت ہی ہو	59
83	لوٹ آ	60
85	دلہن کا سنگار اس کی سادگی میں نظر آتا ہے	61
86	قسمت	62
88	اس سے وابستہ میری کیوں ہر بات رہتی ہے	63
89	اظہار	64
90	سوچا نہ تھا اتنی چاہت ملے گی مجھے	65
91	خاموشی	66
93	صرف ایک اس کا لکھا خط ہی نشانی تھی میرے پاس	67
94	پاگل	68
95	دنیا	69
96	قید ہوئی تو پانے میں رہائی دخل میری خواہشات کا ہے	70
97	ستم ظرفی	71
99	نہ جانے کیوں تصوارتی دنیا میں کھوئی رہتی ہوں	72
100	دھوکہ	73
101	اٹھا جو میرے آشیانے سے دھواں	74
102	نشہ	75
103	سوچتی ہوں لوٹ جانا ہے تجھے اک دن مہماں کی طرح	76
104	بچپن	77

78	نامعلوم رستہ	105
79	میرے لئے یہ کافی ہے تو میرے شہر میں	106
80	خیال	107
81	اپنی کہانی میں کس کو سناؤں	108
82	یاد آتا ہے	109
83	بیتابی ہے ایسی آئے کوئی ہوتا ہے ایسا گماں	110
84	بیتے دن بیتی باتیں	111
85	زندگی پتہ نہیں کب کیسے لے جائے کدھر	112
86	میرا شہر	113
87	بنا کے مجھے اپنے قدموں کی زنجیر	114
88	وہی تھا	115
89	کچھ بھولے بسرے لمحے یاد کروا گیا ہوتا	116
90	سوچ	117
91	جنہیں ملتے ہیں سنگ دل دنیا سے غم گہرے	118
92	اکیلا پن	119
93	صنم کی تلاش	120
94	دل لگی پھانسی کے پھندے سے بھی کربناک	121
95	بھول چکے جو	122
96	دل کا چراغ روشن	123
97	جھوٹے لوگ	124
98	نہ جانے کیا بات اس سے جڑا کیسا ناتا ہے	125
99	دل کی بات	127
100	ملن ہے اک مجبوری	128
101	بے بسی	129
102	حسرت نہیں باقی جھلک دیکھا چلا	130
103	ناسمجھی	131

104	انتظار	132
105	سدا کاغذ پہ تیرے ابھرتے نقشوں کے سوا کچھ نہیں	133
106	خواب وخیال	134
107	چاہتیں دل میں بے شمار ہیں سنئے	135
108	دنیا کی بے رخی	136
109	بارش کی میٹھی پھوار میں محسوس عجب تھکن کروں	137
110	محبت	138
111	سنگ جینے مرنے کی قسم اٹھائینگے	139
112	تنہا رہ گئے	141
113	تیرا نام لکھتے ہیں مٹا دیتے ہیں	142
114	غموں کی ماری	143
115	**غموں کا مارا در بدر بھٹکتا ھے**	144

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

میں کراچی میں پیدا ہوئی تیسری جماعت تک تعلیم کراچی سے حاصل کی اس کے بعد ہم کنجاہ میں shift ہو گئے میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول کنجاہ سے حاصل کی اس کے بعد ایف اے کا امتحان گورنمنٹ گرلز انٹر کالج کنجاہ سے پاس کیا بی اے فوارہ چوک گجرات فارومین سے کیا اس کے بعد میں نے Office automition cource پاکستان تمباکو کمپنی سے کیا پھر میں نے پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ آئی اینڈ کمپیوٹر سائینس (pgd) چناب کالج آف آئی سے کیا اس کے بعد میں نے (capital college Diploma in Hard ware engerening (Gujrat اس کے بعد ایم اے ہسٹری کا امتحان پرائیوٹ طور پر پنجاب یونیورسٹی سے کیا اور پھر education university Lahore کی شاخ جو گجرات میں ہے ریگولر بی ایڈ ایلمینٹری کالج سے کیا۔ ہم چار بہن بھائی ہیں میں سب سے چھوٹی ہوں میری ایک بہن آرمی میں کیپٹن ہے اور دوسری کی تعلیم ڈبل ایم اے اسلامیات اور ہسٹری + بی ایڈ + عامہ خاصہ عربی ٹیچنگ دو سالہ کورس + CIT Computer cource ہے میرے ابو آرمی کے ریٹائیرڈ صوبیدار تھے میرا ایک بھائی ہے جس کی تعلیم بی ایس سی ہے میں نے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی۔ میرے آباواجداد گجرات کے ایک گاؤں ٹھٹھ پورڈ سے تعلق رکھتے ہیں اس گاوں سے ہمارا تعلق ابھی تک قائم ہے کیونکہ وہاں پر ہماری ملکیت زمینیں ہیں۔ اور ایک مکان بھی ہے میرے ابو آرمی کے ملازم تھے۔ اس وجہ سے وہ جہاں جہاں پوسٹ ہوئے وہاں وہاں ساتھ اپنی family کو بھی لے گئے۔ میرے ابو کی ٹرانسفر کراچی میں ہوئی اور وہ میری پیدائش سے پہلے ہی ریٹائرڈ ہو گئے۔ وہاں ہی کاروبار شروع کیا اِسی دوران میرے ابو کا ایکسڈنٹ ہوا جس کی وجہ سے میرے ابو کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور دماغ پر سخت چوٹ لگی ٹانگ تو آپریشن کے بعد ٹھیک ہو گئی مگر اُنکا ذہنی توازن ٹھیک نہ رہا اُنکی دماغی حالت کبھی ٹھیک رہتی اور کبھی دوبارہ سال دو سال بعد خراب ہو جاتی۔ انھی دِنوں

کراچی کے حالات سخت خراب ہوئے اور آئے دن خراب ہوتے گئے کبھی کرفیو دیکھنے کو ملتے اور کبھی لڑائیاں جھگڑے دیکھنے کو ملتے۔ حالانکہ اِس وقت میں بہت ہی معصوم اور چار پانچ سال کی عمر میں تھی۔ لیکن بعض کرفیو اور فسادات کے نقوش ابھی تک میرے دماغ میں ہیں۔ ان فسادات سے تنگ آکر میری امی گھر کا سارا سازو سامان وہاں ہی چھوڑ کر چند ضروری چیزوں کے ساتھ گجرات کے قصبہ کنجاہ میں رہائش پذیر ہوگئی۔ میں اسکول جاتی اور سُننے کو ملتا کہ یہاں پر بہت سے شاعر اور ادیب آباد ہیں۔ لیکن اُس وقت نہ سمجھی تھی۔ لیکن جب لکھنا پڑھنا آگیا تو بڑی کلاسیس میں جا کر ڈائریاں بنائی شعر لکھے۔ مگر میں نے کبھی یہ نہ سوچا تھا کہ میں بھی کوئی شعر لکھوں گی۔ کیونکہ میں جب بھی کوئی شعر پڑھتی یا لکھتی تو یہ ضرور سوچتی کے جس نے بھی یہ چند اشعار لکھے ہیں۔ وہ کیسے لکھتا ہوگا۔ لیکن یہ تو خُداداد صلاحتیں ہوتیں ہیں۔ جو اللہ تعالی کی ذات جب چاہے کسی کو عطا کردے۔ ایسے ہی میں اشعار پڑھتے سُنتے بی اے میں پہنچ گئی۔ یہاں پر چند لڑکیوں نے خود اشعار لکھے۔ اور سُنائیں اُنکی دیکھا دیکھی مجھے بھی شوق پیدا ہوا اور میں نے بھی ایک دو آزاد غزلیں لکھ ڈالی۔ اور ساتھ ہی مجھے شوق پیدا ہوا کہ کسی نہ کسی دن میں بھی اپنی شاعری کی ایک کتاب پبلش کرواؤں گی۔ مجھے اپنے اس شوق کو زندہ رکھنے کیلئے ایک ادارے کی ضرورت تھی۔ لہذا میں نے اپنی غزلیں کامرانیاں اخبار میں بھیجنی شروع کردئیں۔ احسان فیصل کنجاہی نے میری حوصلہ افزائی کی جب حوصلہ افزائی ہوئی تو مجھے اور زیادہ شوق پیدا ہوتا گیا۔ اور میں زیادہ غزلیں لکھتی گئی اس طرح میں نے بہت سی غزلیں لکھ ڈالی لوگوں کی حوصلہ افزائی ملی۔ میرا یہ مسودہ جو پیش نظر ہے اچھا ہے یا برا میرا ابتدائیہ مسودہ ہے جو پیش نظر ہے میں آپ کی مشکور ہونگی کہ آپ میری اچھی غزلوں یا نظموں پر مجھے حوصلہ افزا کلمات سے نوازیں۔ اور جو ٹھیک نہیں ہیں۔ اُن پر ضرور تنقید کریں۔ تاکہ ادبی مقام پر میری اصلاح بہتر طریقے سے ہوسکے۔ میں منیر صابری صاحب کی شکر گزار ہوں اُنہوں نے نہ صرف میری شاعری کی اصلاح کی بلکہ میری شاعری پر حوصلہ افزا کلمات پر مبنی ایک مضمون بھی لکھا اس کے بعد میں احسان فیصل

کنجاہی کی شکرگزار ہوں اُنہوں نے اپنی اخبار کا مرانیاں میں جگہ دی بلکہ ادب کے ہر مقام پر دل کی اتھاہ گرائیوں سے حوصلہ افزائی کی۔ پھر میں ملکہ طالب کی شکرگزار ہوں جس نے میری شاعری کی حوصلہ افزائی کی اور چاند ستاروں سے تشبیہ دی۔

صدف کنجاہی

0302-6216150 sadafkunjahi@yahoo.com

صدف کنجاہی کی بیتے دن بیتی یادیں

صدف کنجاہی میری عزیزہ ہیں۔اور مجھے اُس وقت پتہ چلا کہ یہ شعر بھی کہتی ہے جب میرے ہفت روز کامرانیاں میں اس کی غزلیات اور نظمیں شائع ہونے کے لئے آئیں اور شائع ہوتی رہیں۔ ,,بیتے دن بیتی باتیں,,صدف کنجاہی کا پہلا شعری مجموعہ ہے بلکہ میں یہ بھی کہنا ضروری سمجھو گا۔کہ حُسن و عشق اور شعراء کی بستی کنجاہ میں غالباً پہلی Fe mail ہے جس کی کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔صدف نے اپنی شاعری میں غزل اور نظم کو موضوع اظہار بنایا ہے۔اِن دونوں اصناف میں پیار، محبت، عشق، غم، جدائی، ہجر اور نسوانی حُسن کیساتھ ساتھ اِس میں اُمید کی کرن بھی نظر آتی ہے۔

صدف جہاں میدان ادب میں ابھی بالکل نُو مولود ہے وہاں اسکی شاعری سے دلچسپی، مطالعہ اور لگن اس بات کی ضمانت ہے کہ اسکا ادبی مستقبل بھی روشن نظر آتا ہے۔مگر اس کتاب کی ادبی حیثیت کا صحیح تعین تو مستقبل کا نقاد ہی کر سکے گا۔

احسان فیصل کنجاہی
چیف ایڈیٹر ہفت روزہ کامرانیاں کنجاہ
صدر پریس کلب کنجاہ
0301.6223244

بیتے دن بیتی باتیں

چاہتوں کے چاند کو دامن میں بھرنے کی آروز ہر لڑکی کے من میں ہوتی ہے جہاں وہ اس چاند کی روشنی سے ستاروں کے نگر کی سیر کرتی ہے۔ وہاں یہ چاند اندھیرے کا ساتھی بھی ہوتا ہے۔ جو آنکھوں میں خواب بھر کر آنکھوں کو اور بھی خوبصورت کر دیتا ہے۔ پلکوں کی کھڑکیاں اگر کسی شخص کے سامنے کُھل جائیں تو جہاں اِن کے دریچوں میں چھپے راز کو سمجھا جا سکتا ہے ۔وہاں خواہشوں کو کنارہ بھی مل جاتا ہے وقت کی بوجھل گھڑیاں اگر اِس چاند کو اپنے بادل میں چھپا لیں تو کبھی شاعری کی صورت تو کبھی نثر کی صورت میں دل کی دھڑکنیں سامنے آجاتیں ہیں۔،، بیتے دن بیتی باتیں ،،صدف کنجاہی کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو اپنی الگ مہکار رکھتا ہے صدف کنجاہی کی شاعری میں چاہتوں کے چاند کو دامن میں بھرنے کی آرزو جہاں دیکھائی دیتی ہے وہاں مٹھاس اور احساس کا دامن بھی لفظوں کو چھوتا ہُوا محسوس ہوتا ہے۔ اِس میں جہاں غزل ہے وہاں نظم میں بھی دِلی کیفیات کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے فکر و اظہار اگر چہ شاعری کا خُلاصہ ہے مگر اِس میں دھنک رنگ زندگی کا عکاس ہوتے ہیں اِس کے ساتھ ساتھ پڑھنے والے بھی اِس دھنک میں اپنے رنگ کے خواب کی تعبیر دیکھتے ہیں۔ صدف کنجاہی کے بقول

اُس سے ہی وابستہ میری کیوں ہر بات رہتی ہے
دن کا اجالا بھی ہو تو میری آنکھوں میں رات رہتی ہے
میں اُسکی محبت کے غمگیر اندھیر وں میں لپٹ چُکی ہوں
میر ی جیت بھی اُسکی ہار کے سامنے بے مات رہتی ہے

لفظوں میں جب جذبات و احساسات دامن گیر ہوتا ہے۔ تو دل دھڑکتا ہُوا محسوس ہوتا ہے ۔صدف کنجاہی کی شاعری میں ایک ایسی لڑکی کے جذبات ، خیالات اور محسوسات کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو صحرا کی چادر میں بھی اپنے لیے حیا کو سمیٹتی ہوئی من کی دُنیا میں خواب سجاتی ہے۔ مگر بیداری کا احساس بھی اس میں موجود ہے۔ وہ بے ارادہ کسی منزل کی

جانب قدم بڑھانے سے جہاں گریز کرتی ہے۔ وہاں وہ ایسی سحر کی تلاش میں رہتی ہے۔ جو اُس کے شہر آرزو کو حقیقت سے روشناس کروا سکے۔ صدف کنجاہی کے بقول

وہ میرا ذکر آتے ہی انجان بن گیا
یاد ہے وہ لمحہ جب مہمان بن گیا
روداد میری کوئی سُنتا نہیں
وہ میری پہنچ سے دور آسمان بن گیا

غزل کے ابتدائی رنگوں میں غالب رنگ جذبہ محبت کا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ شاعری حیات سے پیدا ہوتی ہے۔ حیات سے متعلق ہوتی ہے اور حیات ہی کے لیے زندہ رہتی ہے۔ شعر الفاظ کا ایسا استعمال ہے کہ اِس سے تخیل دھوکہ کھا جائے۔ مصور رنگوں کی مدد سے جو کام کرتا ہے۔ اِس کو الفاظ کے ذریعہ سرانجام دینے کا نام شاعری ہے۔ صدف کنجاہی کی شاعری میں جہاں جذبہ محبت کا رنگ غالب ہے وہاں حقیقت کا سامنا کرتے ہوئے وصل اور ہجر کی کیفیتوں کی عکاسی بھی نمایاں انداز سے کرتی ہوئی سامنے آتیں ہیں۔ ،، بیتے دن بیتی باتیں ،، صدف کنجاہی کی شاعری کا وہ احاطہ ہے۔ جس میں تصنع اور بناوٹ سے گریز ہے ۔ نزاکت و نفاست سے شعری توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ شعری سرمایہ جذبوں کی سچائی کی تعمیر ہے۔ اپنی یادوں کو لمحوں کی کسوٹی پر پرکھ کر جب شاعر اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ تو گویا زندگی کی اُدھوری بے عنوان کہانی کو عنوان مِل جاتا ہے۔ وہاں ماحول کی تاریکی میں روشنی کا سہارا بھی مل جاتا ہے۔ صدف کنجاہی کے بقول

ملن ہے اِک مجبوری
تشکیل ہے اسکی ضروری
محبوب کے در پر دستک
عمل ہے اک فقیری

صدف کنجاہی سادہ الفاظ کی چاشنی لیے احساسات کی ترجمانی اپنی نظموں میں کرتی ہوئی

سامنے آتیں ہیں۔ جو گہرا تاثر لیے ہوئے ہے۔ جن میں، گیت، دُنیا، نشہ، بیتے دن بیتی باتیں، بے بسی، خواہش نمایاں اور منفرد مقام رکھتیں ہیں۔ کنجاہ جیسی ذوق سخن سے مزین زمین میں اچھے شعراء کا سامنے آنا کوئی حیران کُن بات نہیں۔ کیونکہ جب ہم محترم جناب شریف کنجاہی صاحب، محترم جناب زہیر کنجاہی صاحب، محترم جناب زمان کنجاہی صاحب، محترم جناب عدیم کنجاہی صاحب، محترم جناب منظور محبٓ کنجاہی صاحب، محترم جناب منیر صابری کنجاہی، کی تحریروں کو، اِن کی شاعری کو پڑھتے ہیں۔ تو کنجاہ سے متعارف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کنجاہ میں جہاں شعراء پروان چڑھتے ہیں۔ وہاں انہوں نے اپنے نام کی لاج بھی رکھی ہے،، صدف کنجاہی،، کی ،، بیتے دن بیتی باتیں،، پہلی کاوش ہے۔ جہاں نقاد اِس کتاب کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔ وہاں پہلی کاوش پر ،، صدف کنجاہی،، کو قلم مضبوط کرنے کی دعوت بھی دیں گے۔

ملکہ طالب

حمد

جھکا جو سر تیرے سامنے ہوا وہ کامیاب
تیری کائنات کی وسعتوں میں خزانے نایاب
تیری بے انتہا نوازشوں پہ شکر کروں ہزار
کردیا دنیا کو روشن تونے دے کے آفتاب
انسان کو تو نے ہی انمول ہے بنایا
صلے میں جاری کیے کچھ فرض آداب
جگ کی رعنائیاں تیرے ہی دم سے آباد
جلوہ گری تیری دیکھنے کو مومن ہے بے تاب
پہاڑوں کی چوٹیوں پہ نور تیرا برسے
کردے اپنی رحمت سے ہر کسی کو شاداب
جدھر نگاہ اٹھے تیرے ہی چھائے جلوے
صدف کس کس کا ذکر کروں ہر چیز ہے لاجواب

غلط فہمی

ہم کسی کے پیچھے بھاگتے رہے

اور!!!

کوئی۔۔۔۔

ہمارے پیچھے بھاگتا رہا

اسی کشمکش میں کٹ گئے

میری زندگی کہ

قیمتی لمحے

سوچا تھا میں نے

کبھی نہ کبھی تو یہ بھاگ دوڑ ختم ہو گی

مگر!

افسوس

یہ تھی

اک غلط فہمی

غزل

کشش میں تیرے پیار کی سمجھی خود کو رانی
تپش میں تیرے آنکھوں کی ہو گئی دیوانی
نہیں بھولتے ،تیری رفاقت کے لمحے مجھے
بخش کے اضطراب دے گیا انتظار کی اوڑھنی
پاس تھا تو تیرے دعوے تھے ہزار
پاداشِ غم میں کرے گا کون تیری پاسبانی
اعتبار تیرا بھی ٹوٹے چھم چھم تو بھی روئے
رنجش بھلا کہ تیری بن گئی میں کہانی
کٹ گئی عمر تمام بات تو تب ہے صدف
بخششیں خُدا کی ہو ، لوٹ آئے جوانی

آزاد نظم

میں

غموں کی چکی میں

پس رہی ہوں

جس آگ میں

جل رہی ہوں میں

تجھ کو نہیں خبر

بہت اضطراب میں ہوں

فریاد کر رہی ہوں

کہ

اس انتظار کی زنجیر سے

مجھے کوئی تو

آزاد کرے

بے معنی لگتی ہے

زندگی اپنی مجھے
کوئی تو ہو

جو

میرے جیون میں
اپنی دید کا رس بھرے
میرے دل کو
آباد کرے
اے کاش کوئی تو
مجھ سے یہ
اظہار کرے
مجھے بہت
پیار کرے
مگر! تجھ سے
صدف
اپنی آنکھیں
کیوں کوئی

دوچار کرے

تیرے اُجڑے من کو

کیوں

آباد کرے

کیوں

تیری محوِ انتظار

آنکھوں کو

اپنی دید کے لنگر سے کچھ دے کے

شاد کرے

کیوں تجھ سے

پیار کرے

غزل

تیر ی یاد میں اتنے آنسوؤں بہاؤں گی
دُنیا کو سمندر ہی سمندر کر جاؤں گی
جب نہیں ہو نگی میں اس دُنیا میں کبھی
نام اپنا تیرے ہی ساتھ لکھاؤں گی
اے کاش تو سمجھ لے میرے درد کو اگر
میں تیرے لئے وفا کی تتلی بن کے اتراؤں گی
دور تُو کیوں رہتا ہے مجھ سے اتنا
تیرے سوا اب میں کسے دل میں بساؤں گی
تڑپانا چھوڑ کیوں نہیں دیتے مجھے تم
تیر ے ہجر میں بن کہ راکھ تُجھے رلاؤں گی
میرے عشق کا امتحان نہ لو تُم ایسے
سسک سسک کے صدف میں مر جاؤں گی

کنارہ

رخصت ہُوا وہ

تب معلوم ہُوا

جانے سے اُس کے

برپا ہُوا اِک طوفاں

من میں میرے

جو کبھی نہ تھمنے والا

لگا؟

غزل

تیری گلی سے گزرنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں
نام تیرے میرے جو لکھے وہ افسانے ڈھونڈتے ہیں
شاید کے تم آ ہی جاؤ ملنے مجھے کسی روز
اندھیری زندگی میں اپنی اُجالے ڈھونڈتے ہیں
مسیحا بن جاؤ یا دکھ دیئے ہی چلے جاؤ
پیش ہوں جو راہ میں تیری ترانے ڈھونڈتے ہیں
ٹھہر گئی پل کیلئے دیکھ کر تم کو زندگی میری
کیسے بے حس ہے جانے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں
تقدیر بدلتی ہے ہمیشہ محنت سے صدف
چھوڑ کہ ہمیں پاس غیروں کے آشیانے ڈھونڈتے ہیں

سرد مہری

سوچا تھا میں نے
میرا چاہنے والا
کوئی معصوم
کوئی پیارا سا ہوگا
سوچا تھا میں نے
ہمراہی میرا
کوئی معصوم
کوئی ستارہ سا ہوگا
سوچا تھا میں نے
زندگانی میری
سنگ اسکے
گزر جائے گئی

لیکن!!!

زمانے کی اس

سرد مہری نے

دور کر دیا

اسکو مجھ سے

غزل

آنکھوں میں نمی ہے مگر مسکراتی ہوں
زیر لب نام اسکا جو گنگناتی ہوں
مہرباں بن کے سمٹ لوں اسکے غم
چاہت کا احساس اکثر اسے دلاتی ہوں
گل تو گل ہے مرجھا جائے گا اک دن
میں تو دیوانی اسکے نام کی کہلاتی ہوں
مانگ میں میری ستارے بھر جائے وہ
یاد میں اسکی خود کو آنسوؤں سے بہلاتی ہوں
خوشبو محسوس ہوتی ہے، ہر پل اسکی صدف
آجاؤ اب تجھے میں ہر لمحہ پکارتی ہوں

گیت

مجھے اکثر اسکا خیال آتا ہے

جُدائی کا دُکھ۔۔۔۔

کہاں سہا جاتا ہے

بند یہ ورق کرنا بھی چاہیوں تو

بس میں نہیں!۔۔۔

ختم نہ ہونے والا

جُڑا اُس سے ناتا ہے

ڈھولک کی آواز ہے

لیکن!!!!

خوشی کی برسات نہیں

پھر بھی من میرا

اس سے ملن کے ہی

گاتا ہے

گیت

پل ٹھہر گئے

آیا وہ میرے شہر

اور

لوٹ گیا

بن کچھ کہے کچھ سنے

مگر!!!!

کچھ پل ٹھہر گئے

ویراں کر گئے

اِک ہنستی، اِک شرارتی

چنچل لڑکی کو

غزل

میں آنکھیں بند کیے اس کے پیچھے چلی گئی
ان میں ہے سحر ایسا جو کھینچے چلی گئی

ہزاروں کوشش لاگو کرنے کے باوجود
جانے کیا طلسم اس میں کہ دیکھے چلی گئی

اس شوروغل کرتی ہوئی دنیا میں
تنہائی کا زہر میں اکیلے سہتے چلی گئی

آجائے کہ بیت گئے بہت دن بن اس کے
شعر جو کہے نام اس کے کہتے چلی گئی

دسترس میں اسکی زندگی کا مزا ہے ایسا
کہ قید میں اس کی صدف میں رہتے چلی گئی

زندگی

لوگوں کو سمجھاؤ
یہ زندگی
اک دو پل کی
مہمان ہے
پھر کیوں لوگ
اس زندگی
کیلئے اتنی
تگ و دو کرتے ہیں
بے جا آپس میں
کدورت رکھتے ہیں
اور!!!!
اکثر۔۔۔۔
نہ چاہتے ہوئے بھی
جیتے ہیں
جس کا نام
زندگی ہے

غزل

حالت ہے اب تو یہ اپنی خوشی کی بات پل میں گزرتی ہے
گن گن تارے چھائی غم کی رات پل میں گزرتی ہے
عادت سی بنا لی ہے اُس نے ہم سے نہ گفتگو کرنے کی
خامشی میں مگن اب تو اپنی ذات پل میں گزرتی ہے
اپنی زندگی کا اک بھی لمحہ آزاد نہیں یاد اُس کی سے
اب تو اپنی محبتِ کہانی کی آفات پل میں گزرتی ہے
یقین نہیں پھر بھی وہ اپنا شناسا سا ہی لگتا ہے
ٹھہرے وہ گھنٹوں پرملاقات کی ساعت پل میں گزرتی ہے
صدف یہ دُنیا بے حس ، بے حس سی لگنے لگی ہے مجھے
کیونکہ چاہیت کی چمک دمک کی اِثبات پل میں گزرتی ہے

اضطراب

کیسی عجیب حالت ہے اپنی
چھپا سکتی نہیں بتا سکتی نہیں
بے چینی سی چھائی ہے ہر وقت
رو سکتی نہیں رلا سکتی نہیں
رہتی ہوں انتظار میں اسکے
بلا سکتی نہیں جا سکتی نہیں
چھوڑ سکتی نہیں دامن اسکا
بھلا سکتی نہیں یاد رکھتی نہیں
تصور میں اُس کے کھوئی ہوں ایسے
دنیا میں فقط وہی ہو جیسے؟

غزل

کاش وہ کچھ سوالوں کے جواب دے جائے
آنسوؤں میں ڈوبی آنکھ کو خواب دے جائے
سنگدل شہر میں تن تنہا اُس کے بغیر ہم
کرکے اقرار میری افسردگی کو شباب دے جائے
جلن محبت کی بڑھی تو بڑھتی ہی چلی گئی
دیکھا کہ اپنی جھلک مجھے تڑپ کا عذاب دے جائے
کانٹے پھول یکجا ہو جانے میں حیرت نہیں کوئی
مُعاشرے میں رہنے کے ہمیں ادب و آداب دے جائے
کٹتی نہیں اب بناء اُس کے زندگی میری صدف
نام اُس کے میرے جو لکھی وہ کتاب دے جائے

کبھی تو آؤ

کبھی تو ہمارے شہر آؤ
اور دیکھو
تمھارے بغیر
کتنے اُداس
کتنے بیقرار
ہیں۔
اس شہر والے
کبھی تو ہمارے شہر آؤ
کبھی تو آؤ
کبھی تو آؤ
نہ ترساؤ اپنا بناؤ
آجاؤ آجاؤ
صدائیں دے رہے ہیں

تمھیں بلا رہیں ہیں

دیکھو!!!

تم ہم سے ایسے روٹھ کر نہ جاؤ

کبھی تو آؤ

کبھی تو آؤ

غزل

یہ جانتے ہیں ہم کہ وہ چاہتا ہے مجھے
تنہائیوں میں بھی اکثر وہ سوچتا ہے مجھے
ہمارا رُخ روشن ہے راحتِ جاں اسکی
تب ہی تو گھنٹوں وہ دیکھتا ہے مجھے
میری دید سے ہوتی ہے عبادت اس کی
اِس لئے تو وہ شخص پوجتا ہے مجھے
ہزار انکار کرنے کے باوجود بھی وہ
گر روٹھ جاؤں تو وہ مناتا ہے مجھے
صدف وہ مجھ سے ہی محبت کرتا ہے بہت

تلاش

ساون کی برساتوں میں
ان بھیگی بھیگی راتوں میں
جب یاد تمھاری آتی ہے
ہم خوب آنسو بہاتے ہیں
سکھیاں ہماری یہ کہتی ہیں
تُو بن ساجن کے رہتی ہے
مل جائے گا اک دن ساجن تیرا
یہی دُعا لبوں پہ رہتی ہے

غزل

اسکے پیچھے بھاگتے بھاگتے قدم تھک گئے اب
حوصلہ چھین گیا تڑپ ایسی بخشی تو نے رب
مسکرانے کی عادت تھی خواہ مخواہ مسکراتی تھی میں
آنسوؤ ں کا سیلاب رواں ہوا یاد آیا وہ جب
دل لگتا نہیں کہیں بھی بنا اُسکے میرا
آندھی چلی ایسی لے اُڑی من میں تھا جو سب
میری زندگی کی خوشیوں کو لگ گئی نظر
کھو گیا ہے جو جانے ملے گا وہ مجھے کب
باوفا بھی ہو رہبر بھی بن جائے گر صدف
لطف جینے کا آئے پل میں گزر جائے شب

آرزو

میں اک چڑیا بند پنجرے میں قید
یہاں سے رہائی ممکن ہو کہ نہ ہو
قید کر دیا جس نے مجھے اس میں
مل گیا اس کو کیا اذیت دے کہ مجھے
تھا قصور میرا بس یہی کہ میں
ہو گئی تھی بے معنی میں جہاں کیلئے
رہتی ہوں سوچتی میں ہر وقت یہی
نصیب ہو گی کبھی تو آزادی کہیں
نکل جاؤں گی اس پنجرے سے کبھی
دور ہو جاؤں گی اس زندگی سے کبھی
چھوڑ جاؤں گی میں یہ دنیا کبھی
چھوڑ جاؤں گی میں تنہا اُن کو کبھی
آرزو ہے یہی جلدی آئے یہ دن کبھی
چلی جاؤں دور میں یہاں سے کہیں
اے صدف چلی جا وہاں پہ کہیں
واپس بلا نہ سکے تجھے جہاں سے کوئی

غزل

شعر کہنا مجھے آیا نہ
اُس کے بنا کوئی بھایا نہ
چمپا کی مہک پھیل گئی
نغمہ تو ایسا گایا نہ
لوٹ آئے در پہ میرے
میں نے تو اُسے بھلایا نہ
دور دور رہنے لگے وہ
اُمید کا دیا بجھایا نہ
پاس آ جائے میرے وہ صدف
عرصے سے کسی نے ہنسایا نہ

میرا کہاں ہے وہ

باخبر، باشعور، باخُدا ہے وہ شخص
لیکن!!!
میری قسمت میں کہاں ہے
وہ شخص
باعمل، باکمال، بامراد ہے وہ شخص
لیکن!!!
میرا طلبگار کہاں ہے
وہ شخص
باوقار، باوضع، باوفا ہے وہ شخص
لیکن!!!
میرا یار کہاں ہے
وہ شخص

غزل

عشق کی آگ میں جلنے کا اِک مزا نرالہ کا
غم کسی کا سن کہ سسکنے کا اِک مزا نرالہ
تپتی دُھوپوں میں راہ تکنا کسی کا
ہوش اپنا گنوا دینے کا اِک مزا نرالہ
تُصوروں میں کھوئے رہنے کو جیٔ چاہیٔے
آنکھوں میں خواب سجنے کا اِک مزا نرالہ
محبت کی جیت طوفاں سے لڑنے میں ہے
آنسوؤں سے سیلاب بہنے کا اِک مزا نرالہ
پیا رمیں شہرت تو ملتی ہے نصیب سے صدف
نام اپنا ان کے ساتھ لکھنے کا اِک مزا نرالہ

حقیقت

رات کی تاریکی میں آیا خواب مجھے

اک!!!

کہا کسی نے

اُداس ہوا نہیں کرتے

ارادے اپنے اگر ہوں پختہ

پرواہ

زمانے کی نہیں ہیں کرتے

عروج پہ پہنچنے کی خواہش میں

خُدا کو

سچے دل سے یاد ہیں کرتے

غزل

نصیب اپنا سلاؤں کیسے
زندگی تجھے بھلاؤں کیسے
لوٹ آ لوٹ آ اب
لکھا گیت سناؤں کیسے
شربتی آنکھ کا خمار
بیھجا دیپ جلاؤں کیسے
تڑپ مٹتی نہیں میری
بتا تجھے بُلاؤں کیسے
صدف بنجر کھیتوں میں
بیج محبت کا اُگاؤں کیسے

چلے آؤ

جب رات ہوتی ہے

مخمور نگاہوں میں

میری

تمھاری یاد کے

جلتے ہیں چراغ

میں ان چراغوں کی روشنی میں

تمھاری سلامتی کی

مانگتی ہوں دُعا

میں فریاد کرتی ہوں

خُدا سے

جہاں بھی ہو تم

خوشیاں سمیٹتے رہو

کبھی کبھی

انتظار کرتی ہوں تمھارا

اور

بڑی شدت سے کرتی ہوں میں

شاید کہ آئے میری یاد

کبھی تمہیں

اور

چلے آؤ

پاس میرے چھوڑ کہ

سب کچھ تم

غزل

وہ میرے دل کی کھیتی میں چاہت بو گیا
ویراں ساحل بیچ سمندر میر ی بیڑی ڈبو گیا
آگ سینے میں لگا کے تڑپ تحفے میں بخش کے
آزاد تتلیوں کی مانند میرا محبوب کھو گیا
نہ ساون کی رُت تھی نہ بے موسم کی بارش
پھر بھی اک خیال میرا چہرہ بھگو گیا
میرے ارد گرد میرے خیر خواہ تھے بہت
نہ جانے کیوں پھر میرا نصیب سو گیا
میرے جو بن کا کوئی رنگ خیرہ نہ کر سکا اُس کو
پھر وہ مجھ زندہ لاش کو دیکھ کر رو گیا
نکال پائی نہ اُس کی محبت دل سے میں صدف
وہ پھر سے من میں اُمید کا کانٹا چبھو گیا

نعمت

میرے دل میں
تمہارے لیے اُمیدیں ہیں
میری آنکھوں میں
تمھارے لیے سپنے ہیں
میرے چہرے پہ
تمھارے لیے مسکراہٹیں ہیں
میری نیندوں میں
تمھارے ہی خواب ہیں
میری زندگی میں
تمھارے لیے خوشیاں ہیں
پھر
کیوں!!!
تم
ان نعمتوں کو
کھونا چاہتے ہو
کیوں!!!
آخر کیوں؟

غزل

وہ میرے شہر میں رہ کر بھی چھُپا رہتا ہے
ہائے بُرا میرا نصیب کہ وہ مجھ سے خفا رہتا ہے
وہ رُوٹھ گیا مجھ سے میں مناؤں اُسے کیسے
سُنا ہے وہ میرے ذکر سے کٹا کٹا رہتا ہے
غیروں سے تو ہنس ہنس کے ملنا ملانا ہے اُسکا
مگر دیکھ کر مجھے اُسے کوئی نہ کوئی بہانہ رہتا ہے
اُس کے شناسا تو ہزاروں دیکھے میں نے زمانے میں
پر وہ میرے من کے گھر میں تنہا رہتا ہے
کبھی نہ کبھی تو ہو گی اُس کو لگن میری صدف
خبر ہے مجھے کہ وہ صرف مجھے سوچتا رہتا ہے

محبوب

وہ میرے سامنے تھا

سب کچھ جانتا تھا

مگر!!!

خاموش

تماشیوں کے ساتھ

میرا تماشا دیکھ رہا تھا

جبکہ

وہی تو میرا محبوب تھا

وہی میری جان تھا

غزل

اب تو آنسو بھی آنکھ سے بہتے نہیں
نام لیے بنا اُس کا ہم رہتے نہیں
ذکر اُس کے پہ ڈالا ہے تالا خامشی
نام پہ اُس کے آئے حرف کوئی سہتے نہیں
عبادت کی طرح ہے پوجا اُسے
من میں جو چھپا ہے وہ کہتے نہیں
سفر میں ہوں تنہائی میں ہوں
یاد ہے اُس کی پر وہ رکتے نہیں
در اُسکا دیکھ کر گزر جاتی ہوں
بیت جائیں جو لمحے صدف وہ لوٹتے نہیں

ختم ہوئی اُمید

سلسلے ٹوٹ گئے
وہ ہم سے
روٹھ گئے
جا صبا۔۔۔
اُن سے کہہ دے
جب توڑ گئے
وہ
ہمارے
دل کو، بچی کھچی اُمید کو
تب!!
ہم نے
اِک نرالہ کام کرڈالا
آنکھوں میں اپنی
آنسو بھرنے کی بجائے
اپنے لبوں کو
ہنسی مسکراہٹ سے
سجاڈالا
اور!۔۔۔
ختم ہوئی اُمید کو
دوبارہ سے جگاڈالا

غزل

اِک حسرت اِک اُمید باقی ہے
لگتا ہے بنا اُس کے ہر چیز فانی ہے
کھو جاتی ہوں اکثر اُس کے خیال میں
شروع اُسی سے ختم اُس پہ کہانی ہے
ہر طرف چہرہ ہے اُس کا ہی تو
اُٹھا کہ ہاتھ دُعا اُس کے لیے ہی مانگنی ہے
آنسو جو چھلکتے ہیں احساس نہیں اُسے
صدف یاد میں اُس کے زندگی بیتانی ہے

پاگل پن

خواہ مخواہ میں کھلکھلا کہ ہنسا

اور۔۔۔

اک دم ہنستے ہنستے

آنسو بہانا

یاد میں اُسکی خود کو

اتنا تڑپانا

پھر دیوانہ وار

اُسکی تصویر کو

تکنا

اور۔۔۔۔

تکتے تکتے

اپنے ہوش وحواس

کھو بیٹھنا

پھر!!!

خود سے روٹھ کے

خود ہی خود کو منا ڈالنا

پاگل پن نہیں تو

اور!!۔۔۔

کیا ہے؟

غزل

محبت کیسی شے ہے انجانی
نفرت سے منسوب ہے کہانی
اُداس شامیں ، اُداس راتیں
سیاہی سے زیادہ سمٹے ویران
اِک خیال اِک جھوٹی اُمید لیے
در پہ اُسکے جا پہنچنا ہے نادانی
مدت ہوئی دیکھے ہوئے اُسے
پھر بھی جڑی اُسی سے ہے کہانی
دُعا من سے اُٹھی اُس کے لیے صدف
اُسکی خیریت کا پتہ چلا کسی کی زبانی

گاؤں

میرا گاؤں

میرا پیارا سا گاؤں

اس گاؤں کو

چھوڑنے کو

من نہیں چاہتا

کیونکہ!!!

اسمیں میرا بچپن

میری جوانی

میری زندگی

گزری ہے

کاش

اے کاش
میرے آنسو پونچھنے والا
کوئی تو ہوتا
جو مجھ کو دلاسا دیتا
مجھے چُپ کراتا
مجھ سے محبت کرتا
اے کاش
میرا غم بانٹنے والا
میرا ہمسفر
میرا یار
میرا ہمراز
میرا ہمدرد
اے کاش
کوئی تو ہوتا

خواہش

میری خواہش ہوا کرتی تھی

کہ

تم میرے ہوتے

تو جانے کیا ہوتا

اور جب

میں

تمھیں پا لیتی

تو

میرے من میں

کچھ پانے کی

خواہش نہ رہتی

غزل

ہوتا نہیں کٹھن محبت سفر اگر ہمسفر مخلص ہو
چرچا تو ہر لب پہ مجنوں کا بھی تھا اِک ترانے کی طرح
گلاب کے ساتھ لگے کانٹے کا درد محسوس ہو گا کیسے
آسماں سے ٹوٹنے والی بجلیوں میں ڈوبی میں دیوانے کی طرح
شبنم کے قطروں کی میٹھی خنکی کا دلکش سماں
بکھرتا ہے منظر میرے دریچے میں اِک افسانے کی طرح
موضوعِ سخن بنالیا میں نے خزاں رات کو اپنا صدف
رُخ پھیر گیا مجھ سے وہ اِک مسافر انجانے کی طرح

میں کیا چاہوں

یہ عجیب بات ہے کہ
تجھے پانا بھی چاہوں
اور
تُجھے کھونا بھی چاہئیوں
سمجھ میں نہیں کہ
میں کیا چاہئیوں
پھر
کچھ لمحوں بعد
ویراں بستی
جو من میں ہے میرے
اُس سے بار بار پوچھوں
میں کیا چاہئیوں
معلوم نہیں
پر
اتنا پتا ہے
تُجھ کو چاہئیوں
بس
تُجھ کو چاہئیوں

غزل

زندگی میری چلتی ٹرین کی مانند جو نہ روکتی ہے نہ چلتی ہے
اپنے غموں کی روداد کس کو سُناؤں نہ وہ سُنتی ہے نہ روٹھتی ہے
بادل رم جم رم جم برستا رہتا ہے میرے آنگن میں
آنکھ میری خشک پتوں کی مانند نہ روتی ہے نہ چھلکتی ہے
آئینہ ٹوٹ گیا پھر بکھر گیا میرے خوابوں کی طرح
چاہت اُس کی عجب شے ہے نہ رونے دیتی ہے نہ روتی ہے
خوشیاں اکیلے ہی حاصل کرنا ہے اُس نے سیکھا اب
عذاب ہے یاد اُس کی جو نہ مٹتی ہے نہ ڈوبتی ہے
حوصلہ نہیں منزل کو کھونے کا اب مجھ میں صدف
خواہش ہے اک ایسی ندی جو نہ سوکھتی ہے نہ تر ہوتی ہے

پکار

تُو نے مجھے پُکارا

تیری پُکار میں

وہ کھنک نہ تھی

جو پہلے کبھی ہُوا کرتی تھی

میں نے مانا

کہ

تُو نے مجھے پُکارا

مگر!!۔۔

میں کیسے آتی

کیونکہ

میں سب کچھ گنوا چکی تھی

غزل

لگتا ہے دل اک کھلونا ہے
کھیلا جو اس سے اُسکو رونا ہے
رُتوں کے رنگ برنگ موسموں میں
پانا ہے کسی نے کسی نے سب کھونا ہے
سِنگ مرمر میں کوئی کچے مکانوں میں
سب کو خُدا کی طرف ہی لوٹنا ہے
جنت کی خواہش تو ہے سب کو
پانا ہے وہی جو بیج بونا ہے
تقدیر کو بدنام کرتے ہیں لوگ
عیب اپنا کسی نے کہاں دھونا ہے
صدف خواہش سب کو اُڑنے کی ہے
جیتے گا وہ جس نے خود کو ڈبونا ہے

انجان

میرے بستر کی شکن
میرے چہرے کی تھکن
سے عیاں ہوگا
کہ!۔۔۔
میں نے کس مشکل سے
کروٹ بدل بدل کہ رات بیتائی ہے
پر!۔۔۔
تو ہے اپنے آپ میں مگن
تُجھے کہاں ہے میری لگن
یہی سوچ
مجھے مار گئی ہے
میں تیری سجن
پھر!۔۔۔

تجھے کیسی جلن

ہے میرے من میں

تیری ہی اُمنگ

اور تُجھے !۔۔۔

نہیں ہے اسکی خبر

یہی بات

مجھے مار گئی ہے

غزل

اپنے آنچل میں چھپا کہ میں نے سیاہ اندھیرا
چاند کی روشنی میں بنا لیا میں نے اپنا بسیرا

کھو گیا ہے وہ اک مجرم قیدی کی طرح
قوس وقزا کے رنگ میں دیکھا اُسکا چہرہ

یادوں کے ایندھن سے دُھواں اُٹھنے لگا ہے
آگ جو من میں لگی ڈھونڈنا ہے اُسمیں سویرا

تیرے نام

تیرے نام
میرا
پل پل کا ہنسا
میری
سُرمگیں نگاہوں
کا جھکنا
میری سانسیں
میری شوخ ادائیں
جو
تجھ کو تڑپا جائے
سب کچھ
تیرے نام
میری

رنگین چوڑیوں کی
چھن چھن کرتی آواز
تجھے پکارتی ہے
من پہ اپنے
اوڑھنی اُڑ کر حیا کی
صدف صرف تیرے انتظار میں
ہے بیٹھی
اسکا تن من دھن
تیرے نام
تیرے نام

غزل

میں جس نام پہ چونکی ہوں آج
وہ فخر سے پہنے ہے شاہی تاج

میری وجہ سے پایا جس نے اُونچا مقام
پہچان نہ پایا مجھے رکھی نہ میری لاج

در پہ اُسکے پہنچی تو سننے کو ملے الفاظ
کون ہے حقیر سیکھاؤ اِسے رسم و رواج

قصور میرا تھا نہ کہ میری قسمت کا بلکہ
ہاتھ کی لکیروں کو لگا نہ سکی میں کاج

جذبہ

میں نے چاہا

فراموش کرنا اُسے

مگر!۔۔۔

جذبے نے

ایسا کرنے سے

مجھے روک دیا

جذبہ تھا کیا وہ

چل نہ سکا پتہ

مجھے

اب تک!!!

غزل

ہُوا کچھ یوں کہ اُس کو اب میرا نام تک یاد نہیں
لاکھ کرے انکار پر وہ میری محبت غم سے آزاد نہیں

محفل میں ہوا ذکر تو کہا کسی نے جانتا نہیں وہ تُجھے
لیکن بھلا کہ مجھے، تڑپا کہ مجھے وہ خود پہ شاد نہیں

سامنے آنے کا میرے پانے کا مجھے اُس میں حوصلہ کہاں
کھوکہ مجھے، اپنی سانسوں میں سجا کہ مجھے گھر اُسکا آباد نہیں

بے ارادہ مانگنا چاہا اُس سے میں سے اُسے
چُپ کرگئی سوچا اُسکے دل کے کیٹرے میں داد نہیں

میرے آنگن کے گلشن میں جتنے بھی کھلے ہیں پھول
صدف اُنکی خوشبو میں مہک اُسکی پر اُسکو مجھ پہ اعتماد نہیں

کیوں

مغموم تو نہ تھی میں تیری طرف سے
کوئی رنج تو نہ تھا تمھارا مجھے
پھر کیوں سمجھ لیا تُو نے کہ
مُعنَون کروں گی میں تُجھے کسی سے
تم نے چھوڑ دیا مجھ کو
تم نے سوچا کیوں پھر مجھ کو
تمھاری ہی تھی راہ تم نے تو چنی تھی
تم نے ہوش ربا پھر کیوں کہا مجھ کو
ہر اک منظر تھا ہویدا تم پر
تم نے سمجھ لیا کیوں ہوا خواہ مجھ کو

غزل

کبھی کسی نے آشنا بن کہ لوٹا ،کبھی نہ آشنا بن کہ لوٹا مجھے
ہاتھوں نے تھام لیا کشکول پھر بھی نہ ملا کوئی اپنا مجھے

یہ زندگی بھی اکثر عجیب کمرۂ امتحاں میں بیٹھا دیتی ہے
فیل ہونے کا حوصلہ کہاں ،ہر ممکن صورت پاس ہونا مجھے

آزمائیشات محبت ہو،یاآزمائیشات خدا وندی ہو غالب
نفرت ملے یا کرب ملے ہے اُسکے نام کا ہی بیج بونا مجھے

شام کی سیاہی جب پھیلنے لگتی ہے میرے در کہ آنچل پہ
پونچھ کے اپنے آنسو صبح کی شبنم سے چہرہ اپنا بھگونا مجھے

صدف رہی سہی اُمید کی کرن بھی اب باقی بچی نہ میرے پاس
پھر بھی بن کہ لیلی اسکی یادوں کی سلاخوں پہ سونا مجھے

ارزاں مال

دے کہ اذیت مجھ کو ایسے خوش تھے وہ
مِل گئی دولت کونین جیسے انکو
اِرتکاب تو نہیں کیا تھا ہم نے
پھر چھوڑ گئے کیوں وہ ایسے ہم کو
اَور
روٹھ گئے وہ ایسے ہم سے
تھے جیسے ہم
اِک
ارزاں مال

غزل

وہ کچھ نہ کچھ تو تحفہ میں بخشے مجھے چاہے کوئی تہمت ہی ہو
میرے جسم میں سانسوں کی روانی اس وجہ سے شاید اسے محبت ہی ہو
جدید دور کی رُت ہے، یہاں سسی، ہیر سوہنی نہیں ملتی
ماضی کے عاشقوں سے بڑھ کہ میری محبت چاہیئے اس میں ذلت ہی ہو
اپنی آنکھوں کو محوِ انتظار میں بیٹھا کہ اُسکا انتظار کرتی ہوں
کوشش ہمیشہ اسکو پانے کی ہے چاہے نصیب میں شکست ہی ہو
عمر میری کیسے بیتے گی اُسکے بنا سوچتی ہوں میں یہی ہر وقت
کاش میری سانسیں روک جائیں بیشک بہانا خراب طبیعت ہی ہو
موسم بہار میں سبزہ زار پھیلا ہے ہر جانب ہر سمت صدف
پسند مجھے خزاں کی رت ہوسکتا ہے اسمیں میری جیت ہی ہو

لوٹ آ

میں نے جب کبھی
تجھے پکارا
آیا نہ تُو لوٹ کہ!۔۔۔
پھول جو میں نے
راہوں میں
بچھائے تیری
گئے وہ مُرجھا
اَور
تو نہ آیا
آخر کیوں
پکارا ہے
میری یہی پکار
تو کھویا ہے کہاں

ڈھونڈتی ہے
تُجھے

میری یہ پُکار
اِک پگلی

انجانی ننھی نادان صدف

پکارتی ہے
تجھے لوٹ آ

اس پہلے کہ
سانس کی دوڑی

ٹوٹ جائے

لوٹ آ

غزل

دولہن کا سنگار اس کی سادگی میں نظر آتا ہے
دیکھ کر اُسے میری آنکھوں میں رنگ حنا اُتر آتا ہے
وہ وہ ہے اُس سا اِس زمانہ میں کوئی کہاں
وہ ہے میرا یہ سوچ کہ مجھے خود پہ فخر آتا ہے
اُسکی نیک نامی کی شہرت پھیلی ہے زباں زباں پہ
پر میرا نام جب ہو اُسکے لبوں پہ مجھے صبر آتا ہے
لفظ لاؤں کہاں سے جس میں تعریف ہو اُسکے چاند چہرے کی
میں گاتی ہوں گیت خوشی کے جب وہ میرے شہر آتا ہے
جوڑ کر اپنی دونوں ہتھلیاں ربّ سے مانگتی ہوں اُسے
صدف وہ دُشمن ہے میرا مگر میرے دل میں اُتر آتا ہے

قسمت

میں نے چند دن پہلے اُسے دیکھا
اُسکی آنکھیں، اُسکا چہرہ، اُسکی باتیں
حسین تھی اتنی کے بتاؤں کیا
خواہش تھی میری کہ میں بھی اُس سے
شراتیں کروں، باتیں کروں
سوچ رہی تھی میں یہی کہ اچانک
مخاطب کرلیا خود ہی اُس نے مجھے
میں حیران ہوگی، پریشاں ہوگی
جانتی نہ تھی میں یہ کہ وہ بھی
طلبگار تھا اتنا میرا وہ کہ
میں بھی نہ تھی جتنی
یہی تھی قسمت میری میرے یاروں
جو سوچ بھی نہ سکتی تھی میں میرے یاروں

بن مانگے ہی مل گیا مجھے وہ
شاید یہی ضرورت تھی میری
ملانا تھا شاید خُدا نے ہمیں
تب ہی تو ہو گئی میں اُسکی
اُس نے چاہا اس قدر کہ
اسکی ہو گئی میں اُسکی ہو گئی میں
اے صدف تُجھے بھی مل جائے کوئی
جو تیرے دامن میں بھر دے خوشیاں وہی

غزل

اُس سے ہی وابستہ میری کیوں ہر بات رہتی ہے
دن کا اُجالا بھی ہو تو میری آنکھوں میں رات رہتی ہے
میں اُسکی محبت کے غمگیر اندھیروں میں لپٹ چکی ہوں
میری جیت بھی اُسکی ہار کے سامنے بے مات رہتی ہے
آجائے وہ اب کیا ہے میں نے اُسکا انتظار برسوں کی مانند
ہو میرے در پہ کوئی بھی دستک مجھے اُسکے آنے کی ساعت رہتی ہے
میں تو انجان تھی لفظ محبت سے سکھایا اُسی نے اسکا مطلب مجھے
لیکن اب اُسکو میرے نام کے ہر ذکر سے نجات رہتی ہے
لوگ کہتے ہیں کہ کہا نہیں اُس نے منہ سے تُجھے کچھ صدف
مگر اُسکی آنکھوں کی زباں ہر وقت میرے سات رہتی ہے

اظہار

میں تجھے چاہتی تھی جب سے
بتانا چاہتی تھی تجھے تب سے
بتانا چاہا میں نے جب بھی تجھے
بتا نہ سکی چھپا نہ سکی
معلوم تھا تجھ کو پھر بھی انجان تھا تُو
چاہتا تھا کیا تُو یہ جان نہ سکی میں
تجھ کو یہ اپنا سب کچھ مان چکی میں
تیرے ہی واسطے سب کچھ ہار چکی میں
مگر!۔۔۔
اِک سوال ہمیشہ یہی اُبھرا من میں
کیوں!۔۔۔
اظہار میں کر نہ سکی

غزل

سوچا نہ تھا اتنی چاہت ملے گی مجھے
تیری عمر بھر کی رفاقت ملے گی مجھے
میری اِک ذرہؑ آہ پہ مچل پڑے گا تُو
تیرے سچّے جذبوں کی رغبت ملے گی مجھے
میرے شکستہ خوابوں کو تقویت بخشے گا تُو
جگ میں تیرے نام کی رفعت ملے گی مجھے
میرے صادق جذبوں کو پوجے گا صدف
پشیماں حال میں تیری عنائیت ملے گی مجھے

خاموشی

معلوم ہُوا مجھے کہ آنے والا ہے وہ
خوش تھی اتنا میں کہ جان نہ سکا کوئی
دن آگیا وہ اور آگیا وہ بھی
پاس گئی اُسکے میں اور کہہ نہ سکی کچھ
سوچ رہی تھی میں کہ پاس آئے گا میرے وہ
آگیا وہ مگر انجان کی طرح
تڑپ گئی اُسکی روش سے میں
گیا کچھ کہے بنا ہی وہ
اُمید تھی مجھے کہ آئے گا پھر پاس میرے وہ
اَور کہہ دوں گئی میں کہ ہوں میں تیری
اِسی سوچ میں گم تھی میں کہ وہ
متوجہ ہو گیا جانب کسی کے وہ
میں رو دی، چُپ رہی ہار گئی میں

قصور تھا میرا کچھ کہہ نہ سکی میں

میری التجا ہے اَوروں سے یہی کہ وہ

کہہ دے زباں سے دل میں جو

ورنہ

پچھتاوے کے سوا

کچھ نہیں ملے گا

غزل

صرف ایک اُسکا لکھا خط ہی نشانی تھی میرے پاس
بدقسمتی ایسی کہ بھگو گئے میرے آنسو جو کہانی تھی میرے پاس
آندھی ایسی چلی کہ ساتھ ساتھ میرے لے اُڑی سب کچھ
کڑھی دُھوپ میں بس اُسکی باتوں کی روانی تھی میرے پاس
اُسے کیا تُحفہ بھیجوں اُسکے قابل نہیں لگتی کوئی شے
صرف باقی جو بچی اُسکے کومل لفظوں کی مہربانی تھی میرے پاس
جانے مجھے کیا ہوتا جارہا ہے اسکی خبر ہے کہ نہیں
یہ میرا پیلا ہوتا رنگ ، چڑ چڑاپن اور ناتوانی تھی میرے پاس
صدف سرِعام رُسوا کردیا ، اُسکی آنکھوں کی تپش نے مجھے
قصور تھا اُسکی نظر کا اور اُسکی آنکھوں کی بے ایمانی تھی میرے پاس

پاگل

کہا اُس نے پاگل ہوں میں تیرے لیے
کہا میں نے پاگل ہوتا نہیں کوئی کسی کیلئے
کہا اُس نے بات ہے یہی تو دیکھو تم بھی
سڑکوں پہ نکل گیا وہ صحراؤں میں بھٹک گیا وہ
تلاش تھی مجھ کو اُسکی آیا نظر نہ وہ
پُکارا اِک دن دُور سے کسی نے مجھے
وہ تھا وہی پاگل وہی پاگل

دُنیا

دُنیا کی اِس بھیڑ میں
اپنا نہیں کوئی بیگانہ نہیں
پرواہ نہیں کسی کو کسی کی
آتے ہیں اس دُنیا میں لوگ
اور پھر چلے جاتے ہیں اس دُنیا سے لوگ
اس دُنیا کی نکات سمجھو گے کہاں تم
اِس دُنیا میں مروج رسم ورواج
مزروعہ ہے یہی ہمارا تمہارا
یہاں نہیں ہے مُزاحم کوئی

غزل

قید ہوئی تو پانے میں رہائی دخل میری خواہشات کا ہے
اختیار کہاں ،اَب مجھ کو اپنے جذبات کا ہے
رُسوا بھی ہوئی اور مجھ کو ملا بھی کچھ نہ
عجیب دستور ، جہاں کے سولات کا ہے
بنانی چاہی تقدیر اچھی پر بنی نہ
قصور اسمیں میرے انہونے تصورات کا ہے
حقیت جو کھلنی تھی وہ مجھ پہ کھلی نہ
خُون جو ہُوا وہ میرے اعتبارات کا ہے
لمحے لمحے کے عذاب سے میں رہا ہوئی نہ
صدف یہ امتحاں جو ہے غالب آزمائیشات کا ہے

ستم ظرفی

رہتا تھا میرے دھیان میں وہ ایسے
جیسے جستجو مجھے تھی صرف اُسکی

رہتا تھا میری زباں پہ وہ ایسے
جیسے صرف وہی دُنیا پہ ہو

رہتا تھا میرے اردگرد وہ ایسے
جیسے صرف وہی مخلص میرا ہو

ناچتا تھا میرے اشاروں پہ وہ ایسے
جیسے اُسے کوئی اور کام نہ ہو

رہتا تھا میری نگائیوں میں وہ ایسے
جیسے مجھے تو کسی سے لگاؤ نہ ہو

سُنتا رہتا تھا میری باتوں کو وہ ایسے
جیسے ساری دُنیا کی لذت اِن میں ہو

کرتا تھا پیار مجھے وہ ایسے

جیسے میں صرف اُسکے لیے بنائی ہوں

چاہنا شروع کر دیا میں نے اُسے ایسے

جیسے وہی میرے لیے کائنات ہو

مِل جُل کر کر دیا ہم نے کام ایسا

جیسا دُنیا میں کسی نے کیا نہ ہو

لیکن دور کر دیا اُسے مجھ سے دُنیا نے

جیسے دُنیا کو اور کوئی کام ہی نہ ہو

ستم ظرف دُنیا کی چال تھی ایسی

بنا دیا دُشمن میرا اُسے

جو رہتا نہ تھا بنا میرے اِک پل بھی

غزل

نہ جانے کیوں تصوراتی دُنیا میں کھوئی رہتی ہوں
میں حقیت سے بے خبر ہوئی رہتی ہوں
کوئی مجھ کو چاہیئے یا نہ چاہیئے لیکن میں تو اب
اِک نامعلوم سی شمع کی اُمید جلائی رہتی ہوں
اُسکو کہاں گوارہ کہ کرلے وہ مجھ کو قبول لیکن
انکار کے ڈر سے میں خوابوں میں سوئی رہتی ہوں
جاتی ہوں جہاں بھی سُننے کو اُسکا ہی ذکر ملتا ہے مجھے
اپنی خاموش محبت کو ،میں لوگوں سے چھپائی رہتی ہوں
صدف شام کیا سویرا کیا ساتھ میرے ہے وہ ہر پل ہر لمحہ
میں اُسکی تصویر،ہر وقت آنکھوں میں سجائی رہتی ہوں

دھوکا

مجھے ناز تھا تم پر بہت
کیونکہ
چاہتے تھے مجھے تم بہت
اور۔۔۔۔
اپنے خیالوں میں
رکھتے تھے مجھے ہر وقت
سمجھتی تھی میں یہی
ہر وقت
کہ۔۔۔۔
یہ جو میری سوچیں ہیں
سب بالکل سچ ہے
لیکن!!!!
اپنے آپکو
دھوکا تھا محض
یہ اِک

غزل

اُٹھا جو میرے آشیانے سے دُھواں
ہُوا برپا اک من میں میرے طوفاں
تیرا ہم نام میں جہاں بھی دیکھوں
تُو ہے وہ ہوتا ہے یہی مجھے گماں
تیری اپنائیت کے رستہ پہ جب سے چلی
ساری دُنیا لگتی ہے مجھے رائیگاں
جلا کہ تو میرے تن کو دیکھ لے
بُخور جو اُٹھے گی ہو گا اُس میں تیر ا سماں
بُہتان مجھ پہ بے وفائی کا مت لگا
جاگتی آنکھوں سے میری ہو چہرہ تیرا عیاں
میں سمجھاؤں تُجھے کہ تیرے نام سے
صدف میرے دل کی دھڑکن کی رفتار ہے رواں

نشہ

شمار کرتے تھے اپنے کو امیروں میں وہ
نشہ تھی امارت ہی صرف ان کے لیے
ہوگئے غرق اس نشے میں وہ
تباہ وبرباد ہو گئے ڈوب گئے وہ
اس گہرائی سے کوئی نکال سکا نہ اُنھیں
شقاوت سے چھوڑ گے سب اُنھیں
سہارا دینے آیا نہ کوئی اُنھیں
صرف ہم ہی رہ گئے سنبھال اُنھیں

غزل

سوچتی ہوں لوٹ جانا ہے تُجھے اک دن مہماں کی طرح
رہ جاؤں گی میں تنہا ارزاں ساماں کی طرح

میری زندگی میں تُجھے پانے کی کوئی اُمید نہیں
پرمیرے دل میں برپا ہے اِک ہلچل طوفاں کی طرح

اے کاش تقدیر تُجھے میرے نام لکھ دے
گزر رہیں میرے پل پل مجنوں بے سکوں کی طرح

وہ جاتا ہے جہاں بھی جائے خوشی سے صدف
پائے گا ہمیشہ مجھے اِک فرشتہ مہرباں کی طرح

بچپن

آتا ہے یاد زمانہ بچپن کا مجھے
آزاد ہُوا کرتے تھے جب ہم
نہ کوئی غم نہ کوئی شکایت تھی ہمیں
سب ہمارے طلبگار ہُوا کرتے تھے
رہتے تھے ہم اُنکے اردگرد ایسے
جیسے وہی ہمارے لیے سائباں ہُوا کرتے تھے
رکھتے تھے وہ ہمیں سنبھالے ایسے
جیسے ہم ہی کائنات اُنکی ہُوا کرتے تھے

نامعلوم رستہ

ہم کو خط خون کے بھیجا کرتا تھا
ہمارے اِک دیدار کو ترسا کرتا تھا وہ
کبھی ہُوا کرتے دُنیا ہم ہی اُس کیلیۓ
اِس دُنیا سے نکلنا نہ چاہتا تھا وہ
باتیں ہزاروں کیا کرتا تھا ہم سے
چُپ نہ رہنا چاہتا تھا وہ
سوچ نہ سکتے تھے ہم کہ وہ
چھوڑ جاۓ گا

غزل

میرے لیے یہ کافی ہے کہ تُو میرے شہر میں
اپنا لے مجھے یا چھوڑ دے تنہا مجھے

برسات کا جب پہلا قطرہ برسا مجھ پر
بارشیوں میں تیرا یاد ہے جھومنا مجھے

پہلی نظر میری جب پڑی تجھ پر
تیرے معصوم چہرے کے نقش کا تڑپانا مجھے

آہ جب بھی نکلتی ہے من سے میرے
بے چین کرے تیرا نظر بھر کے تکنا مجھے

میں قید ہوگی ہوں تیرے سحر میں صدف
تجھے ملنے کو کوئی ڈھونڈنا بہانا مجھے

خیال

کھلتی تھی میرے کمرے کی کھڑکی

اُسکے دروازے کے سامنے

نہ چاہنے کے باوجود بھی میں

بیٹھا کرتی تھی پہروں اس کھڑکی میں

نکلتا جب وہ گھر سے اپنے

دیکھتی جاتا اُسے دُور تک!!

آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا جب وُہ

میں سوچتی ہی رہتی اُسکو

کہا مجھے میرے دوستوں نے اِک دن

خبر اُسکو بھی ہے کہ نہیں

میں چُپ رہی میں رو دی

بن سکا نہ جواب مجھ سے کوئی

میں ہار گئی، میں جان گئی

بن نہ سکے گا میرا وہ کبھی

غزل

اپنی کہانی میں کس کو سناؤں
تیری صورت دیکھنے کو ترس جاؤں
تیری باتیں ،تیری آنکھیں ہیں نرالی
تُجھ سی ادائیں کسی میں نہ پاؤں
صدا جب بھی کوئی نکلے دل سے
خُدا سے تیری ہی خوشیاں مانگوں
ہے التجا اپنی یہ ربّ سے
کبھی نہ میں تُجھ سے بچھڑوں
محبت میں لفظ محبوب ہے پرانا
حرف تیرے لیے نئے میں بنانا چاہوں
جادو تُو نے مجھ پہ چلایا ہے ایسا
نیند میں تیرے ہی سپنے سجاؤں
صدف اُسکی تمام اُلفت بس میرے لیے
سُن کہ یہ بات میں خوشی سے مسکراؤں

یاد آتا ہے

تیرا اقرار کرنا

گزرا ہوا زمانہ

چوری چوری مجھے تکنا

پھر!۔۔۔

تیری چوری پکڑے جانا

وہ ہنسنا ہسانا

تیرا روٹھ جانا، منانا

وہ ذرا ذرا سی بات

جو گزری تیرے ساتھ

پھر!۔۔۔

مجھے تنہا چھوڑ جانا

آتا ہے یاد

مجھ کو

وہ بیتا زمانہ

تیرے ساتھ گزرا زمانہ

غزل

بے تابی ہے ایسی آئے کوئی ہوتا ہے تیرا گماں
جہاں ہو صرف تُو میں ایسی بستی آباد کروں

تیرا ملنا، تیرا بچھڑنا، تیرا کچھ بھی نہ کہنا
آنکھوں میں بھر کہ وہ زمانہ خود کو شاد کروں

خزینہ میرا ہے بس تیری مسکراہٹ
تیھکی دُنیا میں صرف تُجھ پہ اعتماد کروں

ایجاب بخش دے تُو اس حقیر کو اگر صدف
میں خود کو قیدو بند کی زنجیر سے آزاد کروں

بیتے دن بیتی باتیں

کیا دن ہوا کرتے تھے وہ بھی

جب ہوا کرتے تھے صرف ہم دونوں

کِیا کرتے تھے جی بھر کے باتیں

صرف ایک دوسرے کو ہی چاہا کرتے تھے ہم

دیکھ کر ایک دوسرے کو جیتے تھے ہم

مانگا تمھیں کو ربّ سے کرتے تھے ہم

مانگ رہے ہیں وہی دن ربّ سے پھر

مِلا دے ہم کو صرف ربّ تم سے اب

غزل

زندگی پتہ نہیں کب کیسے لے جائے کدھر
میں ہوں صرف تیرا نصیب جاؤں جدھر
تنہائی ہو یا شادمانی سوچتی ہوں بس تُجھے
صورت تیری نظر آئے جانا چاہوں اُدھر
بڑا بول کہنا آسان ہے تیرے لیے بہت
میں نے سوائے تیری محبت کے مانگا کہاں بڑا گھر
میں تیری ہوں تیری ہی رہوں کی سدا
بروگ دے یا میری چاہت دے بکھیر
صدف کچھ کٹ گی کچھ کٹ ہی جائے گی
گٹھ بندھن کیا باندھنا اب آئی عمر اڈھیر

میرا شہر

جس شہر میں رہا کرتی تھی میں
آتا ہے یاد مجھ کو اب تک
لوگ تھے پیارے پیارے سے وہاں
کھو گئے جانے اب وہ کہاں
وہ بچپن کا زمانہ وہ جوانی کی یادیں
وابستہ تھی باتیں اس شہر سے سب
سڑکوں پہ نکلنا وہ گلیوں میں گھومنا
ہنستے ہنساتے گاتے وہ نغمے
تھا شہر میرا چمکتا دمکتا
گویا جیسے ہو جنت کا ٹکڑا
چاہتا تھا کون اِس جنت سے نکلنا
نکلنا ہی پڑا اِس دُنیا کے
ریتی رواج کے ہاتھوں!!

غزل

بنا کہ مجھے اپنے قدموں کی زنجیر
سو گیا کیوں پھر تیرا ضمیر
جگا کہ میرے سوئے ہوئے ارماں
بن گیا تُو میری دُنیا کا سفیر
رکھتی ہے کیا معنی دولتِ کونین
میری آنکھ میں سجی تیری تصویر
بے مروتی پہ جو اُتر آئے ہو تم
جگ میں ہوئی میرے جذبوں کی تشہیر
سہانی رُت آئی میں تنہا ماری
میں بھی ہوتی تیرے دل کی خاص مشیر
بنا کہ مجھے اپنے قدموں کی زنجیر
آ جائے تُو چلو میں کیسی تدبیر
ساتھ تیرے کٹ جاتا رختِ سفر گر صدف

وہی تھا وہ

سُنا دریا دل ہے اک شخص
سوچا مانگ لیں اُس سے اِک شخص
چل دیئے اُس طرف ہم بھی
دیکھ سکیں اک نظر اُسکو ہم
بسا تھا دُور یہاں سے وہ بہت
رفتہ رفتہ پہنچ ہی گئے اُس تک
دیکھا دُور سے اُسے تو جب
پہچان سکے نہ اُسے تو ہم
پہنچ گئے قریب اُسکے جب
بن ملے بن مانگے ہی لوٹ آئے ہم
شخص وہی تھا یہ تو بس
چاہیتے تھے مانگنا اُس سے جس کو ہم

غزل

کچھ بھولے بسرے لمحے یاد کروا گیا ہوتا
حسیں وادی میں چاندنی رات کا منظر
میرے دل کی دھڑکنوں کو شاد کر جائے
تیری میٹھی رس بھری باتوں کا اثر
اگر تو اک جھلک میرے چہرے کی تک گیا ہوتا
معصوم ادائیں میری کرجاتی تیرے دل میں گھر
میں نے اپنے ماتھے پر تیرا نام لکھ لیا ہوتا
لگ نہ جاتی تُجھے اس دُنیا کی کڑی نظر
اے کاش تو مجھے کسی راہ میں مل جاتا
کٹتا نہیں تنہا یہ زندگی کا کٹھن سفر
سمجھ جاتی تو شاید وہ میرا بن جاتا
سمجھانے والے تھے مجھے ہر ڈالی ہر شجر
وہ میرا نہیں تو کسی اور کا ہی بن گیا ہوتا
صدف وہ بن گیا میرے لیے اس جہاں کا بدر

سوچ

اِن بہاروں میں اِن نظاروں میں
آتے ہو نظر تم ہی تم ہمیں
دیکھ کر تم کو جیتے ہیں ہم
دیکھ کر تم کو ہی مر جاتے ہیں ہم
لکھتے ہیں اس کاغذ پہ تم پہ ہی ہم
اور مٹا دیتے خود ہی ہم
بٹھاتے ہیں خود ہی سر آنکھوں پہ تمھیں ہم
گرا دیتے ہیں پھر خود ہی ہم
چھپاتے ہیں اس دنیا سے خود ہی ہم
بتا دیتے ہیں پھر خود ہی ہم
چاہتے ہیں بس تم ہی کو ہم
چھپا جاتے ہیں پھر تم سے ہی ہم
دیکھتے رہتے ہیں تم کو ہی ہم
شرما جاتے ہیں پھر خود ہی ہم
تم تم ہو ہم ہم ہیں
سوچتے رہ جاتے ہیں یہی ہم

غزل

جنہیں ملتے ہیں سنگدل دنیا سے غم گھرے
طاری کرلیتے ہیں خود پہ ضبط کے پہرے
کنارے پہ جانب دوسری سمندر کے
ہوسکتا ہے نہ ہوں اُدھر محبت کے لُٹیرے
خوشیاں وابستہ اپنی تمام تجھ سے کرلیتی
تو نے نہ ہوتے اگر میرے خیالات بکھیرے
سوچتے نہیں جلانے والے دل آخر یہ بات
دیکھا سکتے بعض آئینے بھی اُنکے اصل چہرے
ہے دیوانگی کیا معلوم جب مجھے ہونے کو تھا
نکل پڑے بن پوچھے ہی تنہا وہ سویرے
ہوئے جو گرفتار محبوب کی طلسمی نظر میں
چھا گئے اُنکی زندگی میں غمگیر اندھیرے
نہیں کر پاتے جو اظہار رائے اپنی زباں سے صدف
ہوتے ہیں چھپانے میں وہ غم اپنے بڑے گھنیرے

اکیلا پن

ضرورت تھی جب کسی کی ہمیں
آیا نہ دینے تسلی کوئی ہمیں
چھوڑ گے ایک ایک کر کے سبھی
مل گیا جب ہمیں بھی کوئی
سمجھانے آ گئے، بہکانے آ گئے سبھی ہمیں
دیکھ نہ سکے خوش ہمیں کہیں
پھر بس اکیلا پن ہی رہ گیا
سنبھالے ہمیں

صنم کی تلاش

ہو جیسا بھی وہ محبوب میرا ہے

ہو کہیں بھی وہ محبوب میرا ہے

بہکاؤ نہ لوگوں مجھے بس تم تو

ہو جو بھی وہ محبوب میرا ہے

سمجھاؤ نہ لوگوں مجھے بس تم تو

سمجھتی ہوں اچھا بُرا سب میں

ترساؤ نہ لوگوں مجھے بس تم تو

ہے جہاں پہ بھی وہ

محبوب میرا ہے!!!

غزل

دل لگی پھانسی کے پھندے سے بھی کربناک
پا کہ تُجھے عمر بھر کیلئے ہی نہ کھو بیٹھوں

جنونِ محبت کا نہ جان پایا کوئی آج تک
ہار کے تُجھے ساری زندگی ہی نہ رو بیٹھوں

راحتِ جان بس میں اپنے ہو کہ نہ ہو
کشتی اپنی ہاتھوں اپنے ہی نہ ڈبو بیٹھوں

باتیں جُدائی و عشق کی ہوتی ہیں کتابی مگر
من میں لغزش ہجر کی ہی نہ چبھو بیٹھوں

غم بچھڑنے کا ہے ہوتا ہر ایک کو صدف
کھیل میں اِس ہاتھ اپنے ہی نہ دھو بیٹھوں

بھول چکے جو

بدل گئے ہے آج ہی وہ ایسے
جانتے ہی نہ ہوں جیسے وہ ہمیں
سوچتے ہیں ہم گزر گئے اور کچھ دن تو
نہ سکیں گے پہچان وہ تو ہمیں
ہکلان ہو رہے ہیں اُن کیلیئے ہم
وہ ہو ہی نہیں رہے ہم سخن اپنے

صدف

چھوڑ دے تُو بھی اُنھیں
بھول چکے ہیں جو تُجھے

غزل

دل کا چراغ روشن
جگمگائے اُس کا جوبن
کاپی،قلم، کتاب ،بستہ
لٹکائے ایسے جیسے سوتن
سبز چولا پہنے گھومے
روپ دھارے پگلی جوگن
تعریف ذو معنی ہے لگی
جھوٹ پہ پردۂ سوجن
رُت ساون آنے والی
سھنبل اے مرد فروتن
صدف فُرقت، غم الگ
خوشی سے کر من روشن

جھوٹے لوگ

لوگوں پہ ہنستے ہیں جھوٹے لوگ
دل میں کدورت رکھتے ہیں جھوٹے لوگ
کرتے ہیں کرائیت لوگوں سے وہ
خود ہی کراہنا شروع کر دیتے ہیں جھوٹے لوگ
مناسب نہیں ایسے لوگوں سے بچنا
کر دو دُور اس دُنیا سے جھوٹے لوگ
ہزار کرتب دکھاتے ہیں جھوٹے لوگ
پھر کذاب کہلاتے ہیں جھوٹے لوگ
ترک کر دوں ملنا ملانا ان سے
کیوں خود کو منواتے ہیں جھوٹے لوگ

غزل

نہ جانے کیا بات اُس سے جُڑا کیسا ناتا ہے
آئے وہ یا نہ آئے ذکر اُسکا ہنساتا ہے
ہزار بار چاہتی ہوں اُسے میں بھلانا
وہ خود بخود ہی میرے خوابوں میں آتا ہے
کئی سوال چاہتی ہوں اُس سے پوچھنا
پر خوف اک میری آنکھ کھول جاتا ہے
اے کاش دیکھ لے وہ میری نظر کا چھپکنا
وسیع دائرہ احباب کہاں اُسے یہ مہلت دیتا ہے
کہیں مجھے کِل کِل کے ہی پڑ نہ جائے مرنا

دکھائی جب بھی دے دیکھ کہ مجھے مسکراتا ہے
سُنا ہے اُسکا گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا
جانے کیوں میری نسوں میں سمایا لگتا ہے
طلاطم خیز موجو ں سے کہاں ہے اُس نے ڈرنا
پھر بھی اپنے انمول جذبوں کو چھپائے رہتا ہے
صدف شیوہ اُسکا پردۂ داری اپنی جاناں سے کرنا
مگر بسا کہ اپنے خیالوں میں صرف مجھ کو ہی چاہتا ہے

دل کی بات

کہا اُس نے ہاتھ تھام کہ میرا
تنہا آپ یہاں کیوں رہتے ہیں
کہا میں نے زباں سنبھال کہ اُسے
کہنا کیا آپ چاہتے ہیں
کہا اُس نے پوچھ لیا بس یوں ہی
آزمانا ہم تو تمھیں چاہئیے تھے
میں نے کہا نہ آزماؤ ہمیں
ہم تو تنہا یہاں صرف رہنا چاہتے ہیں
کہا اُس نے مانے نہ بُرا آپ تو
رہنا ہم بھی یہاں چاہتے تھے
کہا میں نے شرما کہ اُسے
کہنا یہی تو ہم بھی چاہئیتے تھے

غزل

ملن ہے اک مجبو ر ی
تشکیل ہے اسکی ضرور ی
محبوب کے در پہ دستک
عمل ہے اک فقیری
انا کی چادر میں لپٹنا
مشکل ہے اک ہماری
بے بسی نظر کے سامنے
شکل ہے اک تمہاری
محبت کے ڈسنے میں
دل ہے اک جواری
صدف پر یہ بیتی
کھیل ہے اک ہاری

بے بسی

جا رہے ہیں قسمت آزمائی کرنے
دُعا کروں کہ خالی ہاتھ نہ لوٹے
کچھ نہ ملا اگر ہمیں اب
ٹوٹ جائیں گے بکھر جائیں گے
پائیں گے نہ جوڑ پھر سے کبھی
روٹھ جائیں گے اس دنیا سے اب
دعا کروں یہی کہ نہ لوٹے ہم
ویراں آنکھیں لیے مُرادیں دل میں لیے
نہ جا صدف قسمت آزمائی کیلئے
لوٹنا پڑے گا تُجھے خوفِ تنہائی لیے

غزل

حسرت نہیں باقی جھلک دیکھا چلا
بُرا نصیب میرا نیند سے جگا چلا
اِک شخص اچھا لگا سوچا کچھ نہیں
الزام اپنے داغ کا مجھ پہ لگا چلا
دریچے میں اپنے منتظر رہی اسکی
حسب عادت نظروں سے گرا چلا
ندامت خود سے ہونے لگی بڑی
لذتِ غم سے آشنا کرا چلا
اتنا مت چاہ صدف اُسے
مخمور آنکھ میں سپنے چھوٹے بسا چلا

ناسمجھی

روتے روتے اچانک ہنس پڑے
چلتے چلتے اچانک روک گئے
ہوتا کیا جارہا ہے اچانک ہمیں
یہ نہ سمجھے ہم نہ یہ سمجھے تم

انتظار

ہو گیا جانے کہاں چین میرا
لوٹ کہ گیا کوئی اوسان میرے
آیا نہ ہوش مجھے لمحے کے لیے
دے گئے سزا ساری زندگی کے لیے
جانے کے بعد احساس ہوا مجھے
تنہا یہاں پہ چھوڑ گیا مجھے
کدورت تو نہ تھی دل میں
انتظارِ سنجوگ میں چھوڑ گیا مجھے

غزل

سادہ کاغذ پہ تیرے اُبھرتے نقشوں کے سوا کچھ نہیں
باقی بچا جو بیت آنسو کی بوندوں کے سوا کچھ نہیں

میں حقیر سی فقیر سی بندی ہوں
میرے پاس تیری یادوں کے سوا کچھ نہیں

میں ذکر چھیڑوں تیرا جاؤں جہاں بھی
میرے پاس تیری باتوں کے سوا کچھ نہیں

میں صبر میں شکر میں تیری وجہ سے
میرے پاس تیری دعاؤں کے سوا کچھ نہیں

میں شاعر بنوں مفکر بنوں رہوں گی تیری
میرے پاس تیرے تصوروں کے سوا کچھ نہیں

میں تحریر ایسی تعبیر چاہوں جو تیری
میرے پاس تیری تصویروں کے سوا کچھ نہیں

میں مثر ایسا گجر کا رنگ جس میں صدف
میرے پاس تیری عنائتوں کے سوا کچھ نہیں

خواب وخیال

مخاطب کیا تھا پہلی دفعہ جب تم نے ہمیں
سمجھے تھے تمھی کو مخلص اپنا ہم
بس تم پہ ہی مرمٹے تھے ہم
سمجھے تھے ہر کسی کو عدو اپنا ہم
بس تم کو ہی پانا چاہتے تھے ہم
چاہتے تھے تم سے ہی رسم نبھانا ہم
رکھتے تھے تم کو ہی خواب وخیالوں میں ہم
تم کو ہی آسمانوں پہ سجانا چاہتے تھے ہم
یاد ہیں ہم کو وہ باتیں اب تک
جب بھیجا کرتے تھے پھول کتابوں میں تم کو ہم
تم کو ہی تم سے چُرانا چاہتے تھے ہم
تم کو ہی آنکھوں پہ بٹھانا چاہتے تھے ہم
تم کو ہی دنیا سے چھپانا چاہتے تھے ہم
بس تم کو ہی اپنا بنانا چاہتے تھے ہم
آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں کیا کرتے تھے ہم
تم کو ہی ربّ سے مانگا کرتے تھے ہم

غزل

چاہتیں دل میں بیشمار ہیں سُنیے
سورج ،چاند کا میل ہو سکتا نہیں جیسے
ہجوم میرے اردگرد بہت سے لُٹیروں کا مگر
جو خود لُوٹ گیا اُسے لُوٹ نہ کوئی سکے
سمجھدار بڑے تھے سمجھداری دکھائی مگر
مجبوری دل کہیں کا نہ چھوڑے
عزم استقلال سے تقدیر بدل جاتی ہے
ستم گر وہ خود بن جائیں تو دل کیا کرے
میری صداقتوں کا یقین نہیں تُجھے
پچھتاوا جھنجوڑے تو پھر ہی ہے انساں سمجھے
وفا کی روشنی بجھتی نہیں صدف
خود ہی چلا گیا جو اُسکو ڈھونڈوں کیسے

دُنیا کی بے رخی

یہ دنیا دیتی نہیں کسی کو کچھ
اپنے ہی پاؤں پہ کھڑا ہونا پڑے گا تجھے
نہ یہاں پہ بہن ہے کسی کی کوئی
نہ ہی بھائی ہے کسی کا کوئی
اس دنیا میں تو ہے پیسہ ہی صرف رائج
پیسے کو ہی پوجتی ہے یہ دنیا تو بس
کر رہا ہے بدنام اس دنیا میں ہر کوئی کسی کو
سوچتا نہیں کہ ہے وہ خود بھی انساں
کھودے گا گھڑا جو وہ کسی کیلئے
گر جائے گا اِک دن اس میں وہ خود
نکالے گا نہیں کوئی اسکو یہاں سے
روئے گا بلائے گا کسی کو وہ
سُنے گا نہ کوئی فریاد اُسکی
تڑپ تڑپ کے مر جائے گا وہ
گذارش ہے میری اے دنیا والو
نہ بہتان لگاؤ کسی پہ کوئی

غزل

بارش کی میٹھی پھوار میں محسوس عجب تھکن کروں
سمجھ لے تُو میرا درد اگر تجھ کو اپنا سجن کروں
آجائے وہ سامنے، دیکھ لوں جی بھر کہ اُسے
شاید پھر اپنی روح کو میسر چین کروں
مسلسل آنسو بہہ رہے ہیں میرے رخسار پہ
صبر ملے تو اُنھیں روکنے کا جتن کروں
بے چینی ہے کیسی خود خبر نہیں
کس کے سامنے بھیک ملن کروں
لوٹ آئے وہ تیز آندھی کے جھونکے کی طرح
صبح و شام تیرے نام کی مالا کے گُن کروں
تڑپ کے نکل جائے گی اک دن جاں صدف
سوال جو دل میں اُٹھے طلب جواب کن سے کروں

محبت

ہم نے تمھیں بھلانے کا ارادہ کر ہی لیا
مگر اتنا حوصلہ نہ تھا
تمھیں پانے کیلئے تمھیں اپنا بنانے کیلئے
لڑ پڑے اس سماج سے ٹکرا سکیں اس سے
حائل ہو گئی ہمارے تمھارے بیچ میں
یہ ذاتیں، یہ باتیں، یہ راتیں
نکلنا چاہا ہم نے ہر بار ان سے
توڑنی چاہئیں ہم نے حائل دیواریں لیکن
ہر دفعہ رُک گئے ہمارے قدم خود بخود
سختی سے روکے ہوئے تھی ہمیں کوئی انجان چیز
ہم سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وہ انجان چیز
تمھاری محبت کے سوا تو کچھ بھی نہ تھی

غزل

سنگ جینے مرنے کی قسم اُٹھائیں گے
بات کہاں کذاب اپنی نبھائیں گے
زخم جگر گہرا ہے بہت ابھی
غم مندمل ہو پھر کچھ سوچیں گے
کس کشتی کا مُسافر بننا ہے ہمیں
تنہا چلیں یا ساتھ کسی کہ ہولیں گے
میلوں کے دُشوار رستے کٹ جائیں گے
لگن دل کی نہ بجھا سکیں گے
جینا آساں نہیں اُس سے بچھڑ کہ
جنگوں میں کوئی آسرا ڈھونڈیں گے

ستاروں سے دوستی مہنگی پڑی بہت
حقیقت سے اب روشناس ہو لیں گے
حال کا پتہ نہیں مستقبل کی کیا خبر
ماضی کو کسی طرح بھلا لیں گے
میرے نام کا مطلب اُس نے نہ جانا صدف
داغ جو لگا اشکوں سے دھو لیں گے

تنہا رہ گئے

چلتے چلتے رُک گئے اچانک
دیکھا ایسے اُنھوں نے جانب میری
راہ میں غیر ہو جیسے کوئی
منہ پھرلیا رُخ موڑ لیا
دیکھی ہو جیسے چیز انجان کوئی
چل پڑے اپنی راہ پہ وُہ
چھوڑ گئے تنہا بیچ چوراہے
بن گئے تماشا لوگوں کیلئے ہم
تڑپ گئے سسک گئے جن کیلئے
جلتا پگھلتا چھوڑ گئے وہ ہمیں
برباد ہوئے تھے جن کیلئے ہم

غزل

تیرا نام لکھتے ہیں مٹا دیتے ہیں
انگاروں پہ چلتے ہیں تنہا تڑپتے ہیں
میرے درد کا علم شاید اُسکو نہیں
تب ہی وہ محفل میں چھپاتے پھرتے ہیں
کہہ دو اسکو میرے آنسو تھمتے نہیں
کالی رات اکیلے سسکتے ہیں
سوچتی ہوں حال دل سنا دیں انکو
کر نہ دے انکار اس بات سے ڈرتے ہیں
پوچھ کہ بتا دے اس سے مجھے کوئی
میرے خوابوں کو چکنا چور کیوں کرتے ہیں
اندازٗ اُسکو خبر ہو چکی ہو گی ضرور صدف
دیکھ کہ مجھے وہ انجان بنے رہتے ہیں

غموں کی ماری

دیکھی اِک حسینی لڑکی میں نے
سراپے کا اُس کے کہنا کیا
آنکھیں تھی جھلمیل ستاروں کی مانند
لبوں پہ رہتی مسکان اس کے
چنچل حسینی وہ نوجواں لڑکی
دیکھ کہ اُسے سوچا نہ تھا
نکلے گی غموں کی ماری اتنی
رہتی تھی ہر وقت ہنساتی کھلاتی
جان سکا نہ دیکھ کہ کوئی
زندگی سے وہ ہاری ہوئی سی
رہتی لوگوں میں خوشی سے وہ
تنہائی میں روتی بلکتی وہ

غزل

غموں کا مارا در بدر بھٹکتا ہے
خوشی میں بھی سوچ کہ ہنستا ہے

انتظار یار مُشکل ہوتا ہے اتنا
اک اک پل صدیوں کی مانند بیتا ہے

تڑپ عشق میں جنونی مزا ہے ہوتا
ہجر دلدار میں تنہا شخص تڑپتا ہے

محبوب کی باتوں میں طلسمی سحر ہے ہوتا
لگن سنجوگ میں صرف دِل مچلتا ہے

دلبر کی آنکھوں میں نشہ ہے ہوتا
عاشق ہر وقت حُسن اسکا سراہتا ہے

کہانی محبت میں ایک قیدو ہے ہوتا
چاہئیت کا مارا پھر بھی کہاں ڈرتا ہے

تقدیر میں صدف ملن نہیں ہوتا
پیار کو سُولی کی بھینٹ چڑھایا جاتا ہے

غزل

وہ میرا ذکر آتے ہی انجان بن گیا
یاد ہے وہ لمحہ جب مہمان بن گیا
بچھڑ کے بھی اب تک ساتھ وہ میرے
نام اُس کا میری پہچان بن گیا
حال اُس کا بھی یہی جو ہے میرا
میری آنکھ سے بہنے والا طوفاں بن گیا
رو داد میری کوئی سُنتا نہیں
وہ میری پہنچ سے دور آسماں بن گیا
صدف اُس سا کوئی آتا نہیں نظر
انتظار اُس کا میری داستاں بن گیا

غزل

جاتے لمحے پھر آنکھ کی شرارت کرگیا
محبت اپنی کو میں سے آنسوؤں میں ڈبو دیا
گواہ ہیں وہ پل وہ لمحے اَور خُدا
جُدائی کا کانٹا من میں میرے چبھو دیا
صدف وہ رچ بس گیا میری دُعاؤں میں
میری خامشی نے تو اک شخص کھو دیا